تہذیب وتمدن:

آیت اللہ سید محمد باقر حکیم کی شہادت ---- ایک تجزیہ

مَوتُ العالِم، موتُ العالَم

از: ڈاکٹر اختر مہدی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

عراق کے مقدس شہر نجف اشرف میں ۲۹/اگست ۲۰۰۳ء کو حضرت علی علیہ السلام کے روضہ مبارک کے قریب ایک طاقتور بم دھماکے میں انقلاب اسلامی عراق کی مجلس عالیہ کے سربراہ آیت اللہ سید محمد باقر حکیم اور پچاس سے زیادہ نمازگزار دردناک شہادت سے ہم آغوش اور سیکڑوں دوسرے نمازی غیر معمولی طور پر مجروح ہوگئے۔ اس خبر کو سنتے ہی اسلامی دنیا بالخصوص عراقی عوام پر غیر معمولی سوگ طاری ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ اس خبر کو سننے والے ہر آدمی کے ذہن میں فطری طور پر کچھ سوال پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب لازمی ہے۔

بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت اللہ محمد باقر حکیم کون تھے؟ انھیں کیوں شہید کیا گیا؟ ان کی شہادت کا ذمہ دار کون ہے؟ اور ان کی شہادت کے بعد رونما ہونے والے حالات کے مثبت اور منفی نتائج کیا ہیں؟

نجف اشرف عراق کا مقدس مذہبی شہر ہے جہاں عظیم اسلامی درسگاہ ''حوزہ علمیہ نجف'' واقع ہے ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور عراقی بعثی حکومت پر صدام حسین کی آمد سے قبل اس حوزہ علمیہ کو مصر میں واقع جامعہ الازہر جیسی عظمت وفضیلت حاصل رہی ہے اور شہید باقر حکیم کے والد محترم آیت اللہ محسن الحکیم شیعی دنیا کے مرجع تقلید تھے اور ان کے خانوادہ کو شہید پرور خانوادہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعثی دور حکومت میں عظیم المرتبت علماء اور دانشوروں کا بیرحمانہ قتل عام کوئی بڑی بات نہیں ہوا کرتی تھی لیکن صدام حسین نے اقتدار کی

باگ ڈور سنبھالنے کے بعد اس حوزہ علمیہ سے وابستہ نامور علمائے اسلام کے قتل عام کا بازار گرم کردیا۔ ایران عراق جنگ کے دوران آیت اللہ باقر الصدر اور ان کی خواہر عزیز بنت الھدیٰ کی دردناک شہادت کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے حوزہ علمیہ نجف پر کئے جانے والے وحشیانہ حملوں کے دوران خانوادہ حکیم کے متعدد علماء مثلاً آیت اللہ سید محمد یوسف حکیم، آیت اللہ سید محمد مہدی حکیم وغیرہ شہادت سے ہم آغوش ہوگئے۔ بالآخر آیت اللہ سید محمد باقر حکیم نے پڑوسی ملک ایران میں پناہ حاصل کرلی اور گذشتہ بیس سال کے دوران وہیں پناہ گزیں اور جلاوطنی کے باجود انقلاب اسلامی عراق کی قیادت ورہنمائی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

اسلحوں کی نابودی کے بہانے عراق پر حالیہ امریکی بمباری اور بعثی حکومت کے عبرتناک زوال کے بعد جب آیت اللہ حکیم چند ہفتہ قبل وطن واپس تشریف لائے تو اس ملک کے لاکھوں عوام نے انکا غیر معمولی استقبال کیا جس کو دیکھنے کے بعد دنیا کی سامراجی اور استکباری طاقتیں حیران رہ گئیں۔ ان اسلام دشمن طاقتوں کو یہ اندازہ نہ تھا کہ آیت اللہ حکیم نے عراقی عوام کے دل کی گہرائیوں میں اپنی جگہ بنا رکھی ہے اور اس ملک کے مظلوم اور ستم رسیدہ عوام نے انھیں اپنی امیدوں کا مرکز بنا رکھا ہے وطن عزیز میں اپنی آمد کے فوراً بعد آیت اللہ حکیم نے حملہ آور غاصب فوج سے مطالبہ کیا تھا کہ اب وہ عراق سے باہر نکل جائیں۔ انھوں نے عراقی عوام کی تحریک آزادی کو جائز ٹھہراتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ اگر سامراجی فوجیں عراق پر اپنا غاصبانہ قبضہ جاری رکھتی ہیں تو عراقی عوام وطن عزیز کی آزادی کے لئے طاقت کا استعمال بھی کرسکتے ہیں۔ ایک خطبہ نماز جمعہ کے دوران آیت اللہ حکیم نے اعلان کیا تھا کہ ''آزادی کی تحریک چلانا اقوام عالم کا بنیادی حق ہے اور ہم غاصب حملہ آوروں سے وطن عزیز کی نجات وآزادی کی خاطر ہر ممکن صلح آمیز وسائل کا استعمال کریں گے۔'' انھوں نے اس بات کو اور واضح انداز میں پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ناجائز اور غاصبانہ تسلط کے خلاف جدوجہد ایک ایسا سیاسی نظریہ ہے جس کو اسلامی فکر ودانش میں بھرپور فقہی حمایت حاصل ہے۔ خود مغربی ممالک بھی اسی نظریہ

کے حامل ہیں لیکن عراقی عوام کی تحریک آزادی پر دہشت گردی کا الزام عائد کر رہے ہیں۔

عراق کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی حالیہ قرار داد کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے آیت اللہ حکیم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ''سرزمین عراق میں آئندہ کیسی حکومت قائم ہو یہ فیصلہ عراقی عوام کا بنیادی حق ہے اور صلح وسلامتی کے دعویدار حملہ آوروں کو اس سلسلے میں عراقی عوام کی مدد وحمایت کرنی چاہئے''۔انھوں نے عراق میں جلد از جلد عام چناؤ، آئین کی تدوین اور جمہوری حکومت کی تشکیل کا مطالبہ بھی کیا تھا اور تمام عراقی سیاسی جماعتوں کے درمیان اتحاد واتفاق پر زور دیتے ہوئے عراقی عوام کے ساتھ امریکی فوجیوں کی بد اخلاقی پر بھرپور تنقید بھی کی تھی۔

اس کے علاوہ ۱۸ رمئی ۲۰۰۳ء کو ایک پریس انٹرویو کے دوران آیت اللہ سید باقر حکیم نے واضح لفظوں میں یہ کہاتھا کہ عراق کی آئندہ حکومت کا ایرانی حکومت جیسا ہونا لازمی نہیں ہے لیکن حکومت کے سلسلے میں عراقی عوام کے اسلامی رجحانات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سپاہ بدر نامی تنظیم کی سرگرمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جن علاقوں میں سپاہ بدر سرگرم عمل ہے وہاں امن وامان قائم ہے۔ انھوں نے اس غیر سرکاری تنظیم سے مزید یہ مطالبہ کیاتھا کہ وہ ملک میں امن وسلامتی کو بحال کرنے میں بھر پور تعاون کریں۔ بعث پارٹی سے وابستہ لوگوں کے سلسلے میں انھوں نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس جماعت میں بھی دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ایک وہ ہیں جو مجرمانہ حرکتوں کے ذریعہ حصول اقتدار کی کوشش میں ہیں اور دوسرے وہ ہیں جن کی اصلاح ممکن ہے۔ پس اول الذکر گروہ سے جڑے ہوئے افراد کو ان کی مجرمانہ حرکتوں کی سزا بھگتنی چاہئے۔

ان واضح بیانات کی روشنی میں آیت اللہ محمد باقر حکیم کا مکمل تعارف حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ ایک مجاہد عالم دین اور عراقی عوام کے ہر دلعزیز رہنما تھے اور ان کی قوم پرستی اور اسلام دوستی کی وجہ سے ہی انھیں شہید کیا گیا۔مغربی ذرائع ابلاغ عامہ کے اعلان کے مطابق ''جماعت طالبان'' نے انھیں شہید کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ اگر چہ یہ بات منطقی

نہیں معلوم ہوتی کیونکہ طالبان سے آیت اللہ باقر حکیم کی عداوت کا کوئی معقول سبب نہیں دکھائی دیتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں دنیا کی ان استکباری طاقتوں نے شہید کرڈالا ہے جو عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کی عداوت پر کمربستہ ہیں اور تمام اسلامی ملکوں کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لینا چاہتی ہیں اور طالبان کو ذمہ دار ٹھہرانے کا ایک مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ساری دنیا میں شیعہ وسنی جماعتوں کے درمیان مخالفت اور تناؤ میں اضافہ ہوجائے۔

برطانوی سامراج کے عروج کے زمانے میں ایک انگریز افسر نے برطانوی حکام سے یہ کہا تھا کہ اگر آپ لوگ اس نو آبادیاتی نظام کو باقی رکھتے ہوئے ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کے سرکا تاج بننا چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں دو بنیادی کام کرنے ہوں گے۔ پہلا کام یہ ہے کہ مسلمانوں سے ان کی مقدس کتاب قرآن کی روح سلب کرلی جائے یعنی قرآن توان کے ہاتھوں میں رہے لیکن اس کتاب میں جو علمی ذخائر موجود ہیں مسلمان ان کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن تو ہم لوگوں کے درمیان موجود ہے لیکن ہم لوگ روح قرآن سے ناواقف اور دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ہم اپنے بیمار عزیز کی شفا کیلئے تو سورہ یٰسین کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ اسی سورۂ یٰسین میں زمین کے گول ہونے کا ذکر موجود ہے۔ ستاروں کی گردش کی بات اور علم نجوم سے متعلق مختلف بیانات بھی اس میں موجود ہیں اور زمین کی قوت کشش کا ذکر بھی اس سورہ میں موجود ہے لیکن ہم ان قرآنی علوم سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔

اس سلسلے کا دوسرا کام یہ ہے کہ مسلمان علماء کو ان کے معاشرہ میں رسوااور بدنام کردیاجائے تاکہ مسلم عوام اور عالم دین کے درمیان کوئی رابطہ باقی نہ رہ جائے اور لوگ اپنے مذہبی رہنما کی باتوں پر اعتماد کرنا چھوڑدیں۔ عالم دین صرف دورکعت کا امام بن کر رہ جائے۔اور لوگوں کو اس بات کا علم نہ ہونے پائے کہ علماء دین نے بشریت کی ترقی اور خوشحالی کیلئے کیا کیا کارنامے انجام دئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب مسلمانوں کا اپنی مقدس کتاب قرآن کی روح سے کوئی واسطہ نہ رہ

جائے گا اور وہ اپنے علماء پر اعتماد کرنا چھوڑ دیں گے تو ہدایت ورہنمائی کا دروازہ بند ہوجائے گا اور ایسی صورت میں انھیں من چاہی راہ وروش کی طرف راغب کرنے میں اور ان پر اپنا اقتدار جمائے رکھنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ لیکن سرزمین ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی نے عام مسلمان اور علماء اسلام کے درمیان گہرے روابط قائم کردئے اور وہ ملک وملت کی حقیقی رہنمائی میں سرگرم ہوگئے اور استکباری طاقتوں کی خواہش کے خلاف مسلمانوں کو قرآنی روح سے قربت حاصل کرنے کیلئے زمین ہموار کردی۔ واضح رہے کہ آیت اللہ حکیم کی شہادت کی ذمہ دار وہ استکباری طاقتیں ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی نابودی کا خواب دیکھ رہی ہیں اور اس شہادت کا مقصد ملت اسلامیہ عراق کے اسلامی ارمانات کا گلا گھوٹنا ہے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ ملت اسلامیہ پوری طرح بیدار اور اپنے علماء کی ہدایت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہے اور طاقت کا حقیقی منبع ومرکز یعنی کائنات کا خالق ومالک درحقیقت قادر مطلق بھی ہے اور حقیقی منتقم بھی وہ شہیدوں کے خون کو رایئگاں نہیں جانے دے گا۔ شاید اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسلامی انقلاب کے قائد عظیم الشان آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے شہید حکیم کی شہادت کے موقع پر جاری کئے گئے اپنے تعزیتی پیغام میں ارشاد فرمایا ہے" اس میں کوئی دورائے نہیں کہ اس سید بزرگوار کی شہادت ملت عراق کیلئے ایک درد انگیز مصیبت اور ان حملہ آور غاصبوں کے جرم کی دوسری سند ہے جنھوں نے سرزمین عراق میں اپنی ناجائز اور غیر قانونی موجودگی کے ذریعہ اس ملک میں بدامنی اور گڑبڑی پھیلا رکھی ہے لیکن آزاد اور مسلمان ملک عراق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس قسم کی درد انگیز اور مظلومانہ شہادت سے صہیونی اور استکباری مقاصد اور منصوبوں کے مقابلے میں ملت عراق کے ٹھوس ارادوں میں تزلزل پیدا ہونے والا نہیں ہے اور نہ راہ اسلام میں مذہبی قیادت کے سلسلے میں ان کے اعتقاد وایمان اور ان کی وفاداری میں کسی قسم کی کوئی کمزوری واقع ہونے والی ہے بلکہ یہ عظیم شہادت (انشاء اللہ) ان کے حوصلوں کو اور بلند اور ان کے ارادوں کو پہلے سے زیادہ ٹھوس اور مستحکم کردے گی۔"

❁❁❁❁